مولانا مجاہد الحسینی مدظلہ

بزرگوں کا جماعتی کارکنوں سے مشفقانہ سلوک

برصغیر پاک وہند کی تحریک آزادی کے سلسلے میں بے شمار کارکنوں نے قید و بند کی تلخیاں بھی برداشت کی تھیں اور انہیں مادرزاد کی مانند برہنہ کر کے جسم کا گوشت پوست لگا تار کوڑوں کی بارش سے اڑا دیا گیا تھا۔ انہیں برف کی سلوں پر کئی گھنٹے ننگا باندھا جاتا تھا۔ ان کے ناک پر گندگی باندھ کر سانس روکنے کے حربے استعمال کئے گئے تھے، انہیں عقوبت خانوں میں الٹا لٹکایا جاتا تھا، انہیں کولہو کے ساتھ باندھ کر تیل نکالنے کی مشقت لی جاتی تھی، پراٹھے اور مرغن غذا کھلانے کے بعد ساری ساری رات جاگنے پر مجبور کر دیا جاتا تھا۔ غرضیکہ انگریزی دور حکومت کے ان ظالموں نے جور و ستم کا کوئی حربہ ایسا نہ چھوڑا تھا جو تحریک آزادی میں حصہ لینے والے کارکنوں اور لیڈروں پر نہ آزمایا گیا ہو۔ مولانا ظفر علی خان نے ستم گرانِ فرنگ کے دور میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتے ہوئے فرمایا تھا۔

پیمبر کی شفاعت پر مری اس عرض کا حق ہے
کہ آقا تیری خاطر میں نے چکی جیل میں پیسی

اگرچہ اس دورِ دار و رسن میں بہت سے حضرات نے جیل خانوں میں روا رکھے جانے والے ظالمانہ سلوک کا مختلف انداز میں تذکرہ کیا ہے مگر تحریک آزادی کے نامور رہنما اور شاعر مولانا حسرت موہانی نے اس کی جو نقشہ کشی کی ہے، وہ خصوصاً قابل ذکر ہے۔ ؎

ہے مشقِ سخن جاری ، چکی کی مشقت بھی
اک طرفہ تماشا ہے حسرتؔ کی طبیعت بھی

بہرنوع انگریزی حکومت کے دور ہنگامہ خیز میں تحریک آزادی کے رہنماؤں اور کارکنوں کے ساتھ جو سلوک ہوا وہ لرزہ خیز اور ہولناک ہے۔ اس دور کے بڑے رہنماؤں کا تذکرہ عموماً جاری رہتا ہے۔ ان شخصیات پر ضخیم کتابیں بھی لکھی گئی ہیں۔ اخبارات کے خاص نمبر اشاعت پذیر ہوئے ہیں لیکن بے شمار کارکن ایسے ہیں جن کا نہ تو کوئی تذکرہ نگار ہے نہ ان فراموش کردہ عظمتوں کی یاد تازہ کرنے والا۔

رئیس الاحرار چودھری افضل حق ؒ نے اپنی کتاب ’’ تاریخ احرار‘‘ کا انتساب گمنام کارکنوں کے نام کرتے ہوئے لکھا ہے ’’جن کی گمنامی سے ہم نے نام وری حاصل کی‘‘

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے ملتان میں ایک عظیم اجتماع سے خطاب کے دوران فرمایا تھا کہ:

''ہندوستان بظاہر فرنگی کی غلامی سے آزاد ہو گیا ہے اور مسلم مملکت پاکستان معرض وجود میں آ گئی ہے' مگر مجھے ہنوز جلوۂ فرنگ کی جھلک صاف دکھائی دے رہی ہے۔اے دلدادگانِ فرنگ! جانتے ہو اس آزادی کے لیے لوگوں نے کتنی جانیں قربان کی ہیں؟ کتنے بچے یتیم ہوئے، کتنے سہاگ اجڑے، کتنی عصمتیں لٹی ہیں؟ کتنے خاندان اجڑے، کتنے آباد گھرانے اور علاقے صفحۂ ہستی سے مٹ گئے؟ یہ آزادی فدوی کی کسی درخواست پر الاٹ نہیں ہوئی تھی' خون کے دریا بہہ گئے اور انسانی لاشوں کے الاؤ جلائے گئے ہیں، تب جا کر ہماری گردنوں سے انگریز کی غلامی کا طوق ڈھیلا پڑا ہے۔''

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے اپنی بات ایک مثال سے واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ لوگ عظیم الشان بلڈنگ دیکھ کر اظہار تحسین کرتے ہوئے معماروں کو داد دیتے ہیں۔ چونے گچ اور سامان آرائش کی تعریف کیا کرتے ہیں کہ فلک بوس عمارت خوب تعمیر ہوئی ہے' مگر افسوس! کہ بلڈنگ کی بنیادوں میں جو روڑے کوٹ کوٹ کر بھرے گئے ہوتے ہیں اور جن پر عظیم الشان عمارت کھڑی ہے۔ان روڑوں اور بدنام کھنگروں کا کبھی کوئی تذکرہ نہیں کرتا، کبھی کوئی اعتراف نہیں کرتا۔ اگر اس بلڈنگ کی بنیادوں میں یہ روڑے اور پتھر نہ پڑے ہوتے تو یہ عمارت کبھی استوار نہ ہو سکتی تھی۔ حتیٰ کہ جتنی گہرائی روڑے اور کھنگر کوٹ کوٹ کر بھرے گئے ہوتے ہیں' اتنی ہی بلڈنگ کی دیواریں مضبوط اور مستحکم ہوتی ہیں۔

حضرت شاہ صاحب نے تمثیل کے بعد فرمایا: ''آزادی کی یہ عمارت ان گمنام کارکنوں کے ایثار و قربانی پر قائم ہے' جن کا آج کوئی نام لیوا اور جنہیں خراج تحسین پیش کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ یہ کارکن جماعتی وجود میں ریڑھ کی ہڈی کا درجہ رکھتے ہیں۔ لیڈروں، رہنماؤں کو گوشۂ گمنامی سے نکال کر شہرت دوام سے سرفراز کرتے ہیں، لوگ ایسے محسنوں کو فراموش کر سکتے ہیں مگر میں انہیں ہرگز نہیں بھول سکتا، وہ میرا نہایت قیمتی سرمایہ ہیں۔ میں ان تمام کارکنوں کو' جنھوں نے میری آواز پر لبیک کہا' خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ انہیں سلام کہتا ہوں، کوئی ان کارکنوں کو بے کار اور پست نہ سمجھے۔ یہ سربلند لوگ ہیں۔ کسی نے خوب کہا ہے۔ ؎

جو دیکھنے میں بظاہر بدن دریدہ ہیں
نہ پوچھ وہ اندر سے کتنے برگزیدہ ہیں

۱۹۵۰ء میں جن دنوں مسعود کھدر پوش مظفر گڑھ کے ڈپٹی کمشنر تھے' میرے ان کے ساتھ دوستانہ مراسم' نظام جاگیرداری کی بابت ہم آہنگی اور فکری یگانگت کی وجہ سے تھے۔ وہ بیرونی ممالک کا دورہ کرتے ہوئے واپسی پر ریکارڈنگ مشین لائے تھے۔ ایک روز دوران ملاقات اس نئی مشین سے متعارف کرایا تو میں نے حضرت امیر شریعتؒ کی وجد آفریں اور ایمان افروز تلاوت قرآن کریم اور تقریر ریکارڈ کرنے کی تجویز پیش کی۔ چند روز بعد شاہ صاحبؒ سے مظفر گڑھ میں تقریر کا وقت لے لیا گیا تھا۔ شاہ صاحبؒ اپنے بڑے فرزند مولانا سید ابوذر بخاریؒ کو ساتھ لے کر مظفر گڑھ تشریف لائے۔ نواب زادہ

نصر اللہ خان کے خان گڑھ ہاؤس میں قیام ہوا تھا۔میری نالائقی کہ میں نے حافظ سید ابوذر بخاریؒ سے مشاورت کے بعد شاہ صاحبؒ کی خدمت میں تقریر کے موضوع کی بابت دریافت کیا۔تاکہ ریکارڈ کی جانے والی تقریر کا موضوع بھی معرکہ آراء ہو۔

بس یہ عرض کرنا تھا کہ شاہ صاحب نے نواب زادہ صاحب سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:

’’سن لیا آپ نے؟‘‘

نواب زادہ صاحب ہم دونوں کی طرف دیکھ کر زیر لب مسکرائے۔

شاہ صاحب نے میری اس جسارت پر اظہار حیرت کرتے ہوئے فرمایا:

’’مجھ سے کبھی مولانا ابوالکلام آزادؒ اور مولانا مدنیؒ نے موضوع کی بابت دریافت نہ کیا، محمد علی جوہرؒ اور مفتی کفایت اللہؒ نے کبھی نہ پوچھا۔یہ تمہیں کیا سوجھی؟ صحیح بتاؤ! کیا قصہ ہے؟‘‘

میں نے شاہ صاحب کی خدمت میں نئی ریکارڈ مشین میں تقریر ریکارڈ کرنے کی جونہی وضاحت کی تو شاہ صاحب نے اظہار ناراضی کے انداز میں فرمایا

:’’اچھا تم اب ’’دینے‘‘ قوال دی طرح میرے ’’توے‘‘ وجاؤ گے‘‘

شاہ صاحب نے اس دور کے گراموفون کے ذریعے سنائے جانے والے دین محمد قوال کے گانوں کا حوالہ دیا۔میں نے گرامو فون کے بجائے نئی ایجاد کا حوالہ دیا۔خیر شاہ صاحب نے رات کو بعد نماز عشاء عید گاہ مظفر گڑھ میں معرکہ آراء تقریر کی جو آدھی رات تک جاری رہی۔قریباً دو گھنٹے کی تقریر ریکارڈ کر لی گئی تھی۔

مسعود کھدر پوش نے ناشتے کی دعوت دی۔چنانچہ حسب پروگرام نواب زادہ نصر اللہ خان کی گاڑی میں ہم ڈی سی ہاؤس کی جانب روانہ ہوئے تو شاہ صاحب نے دریافت کیا:’’ادھر کس کے ہاں جا رہے ہو؟‘‘میں نے عرض کیا:’’آپ کا ایک کھدر پوش مرید ہے‘اس کے پاس جا رہے ہیں۔‘‘شاہ صاحب نے فرمایا:’’بھائی! ادھر تو ہمارا ایک غریب کارکن شیخ غلام سرور ہی کھدر پوش ہے۔اس میں تو اتنے افراد کا ناشتہ کرانے کی استطاعت نہیں۔‘‘میں نے ایک دوسرے کھدر پوش کا حوالہ دیا۔اتنے میں ڈی سی ہاؤس پہنچ گئے۔تو شاہ صاحب نے فرمایا:’’اچھا! مسعود کھدر پوش‘‘بہر نوع شاہ جی نے ٹیپ ریکارڈر کی آواز سنی اور کہا میں تو گراموفون کی پرانی مشین سمجھ رہا تھا۔یہ تو ایک مفید ایجاد ہے۔مسعود صاحب! ایسی مشین ہمیں بھی لا دیں اور نہ سہی تو سی آئی ڈی کی غلط رپورٹوں سے تو ہماری جان چھوٹ جائے گی۔‘‘(یاد رہے! اس تقریر کی ٹیپ منجمد ہو کر ضائع ہو گئی تھی)

حضرت شاہ صاحبؒ کے اس طویل تذکرے کا عنوان‘ایک غریب کارکن شیخ غلام سرور کھدر پوش کی ذات ہے۔مقصود یہ کہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی عظیم شخصیت اپنے غریب کارکن کی رہائش گاہ اور اس کی معاشی حالت سے بخوبی واقف تھی۔جبکہ آج تو بڑے بڑے رہنما اور جماعتوں کے قائدین اپنے جماعتی عہدہ داروں کے حالات

سے بے خبر ہیں۔ چہ جائیکہ عام غریب کارکنوں کے حالات معلوم ہوں۔

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے دوران تمام مرکزی قائدین گرفتار کر کے پس دیوار زنداں کر دیئے گئے اور تحریک کے ترجمان روزنامہ ''زمیندار'' اور روزنامہ ''آزاد'' لاہور کی اشاعت سال کے لیے ممنوع قرار دے دی گئی۔ ''آزاد'' کے ایڈیٹر کی حیثیت سے راقم الحروف کو بھی ایک سال کے لیے لاہور سنٹرل جیل میں قید کر دیا گیا۔ فسادات پنجاب کی تحقیقات کے زیر عنوان جسٹس منیر اور جسٹس ایم آر کیانی کی سربراہی میں ایک کمیشن قائم ہوا تو اس کے حکم سے تحریک کے مرکزی قائدین امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا ابوالحسنات سید محمود احمد قادری صدر مجلس عمل اور خطیب مسجد وزیر خان لاہور، مولانا عبدالحامد بدایونی صدر اور بانی جمعیت علماء پاکستان، ماسٹر تاج الدین صدر مجلس احرار اسلام، مولانا لال حسین اختر، مولانا محمد حیات اور مولانا محمد علی کے علاوہ دیگر شخصیات بھی لاہور سنٹرل جیل میں منتقل کر دی گئی تھیں۔ نماز عشاء کا وقت ہوا تو شاہ صاحب نے مولانا ابوالحسنات صدر مجلس عمل کو امامت کے لیے آگے کر دیا۔ مولانا ابوالحسنات نے میرا شانہ پکڑ کر مصلیٰ پر کھڑا کرتے ہوئے فرمایا ''ہم جب تک جیل میں رہیں گے، امامت آپ کے ذمہ ہوگی۔'' چنانچہ ایک سال تک ان بزرگوں کی امامت کی سعادت مجھے نصیب ہوئی۔ جبکہ دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث اور شیعہ حضرات سب ایک ہی جگہ میری اقتداء میں نمازیں ادا کیا کرتے تھے۔

بہر نوع، حضرت امیر شریعتؒ کے کارکنوں کے ساتھ مشفقانہ سلوک کے بہت سے واقعات میں سے یہ بھی قابل ذکر ہے کہ جب بھی میری طبیعت خراب ہوتی اور شاہ جیؒ کی خدمت میں حاضری کا ناغہ ہو جاتا تو حضرت شاہ صاحبؒ کبھی مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی کو اور کبھی مولانا محمد علی اور مولانا محمد شریف جالندھریؒ کو خبر گیری اور عیادت کے لیے تاکید کیا کرتے تھے۔ غرض یہ کہ ہر کارکن کے ساتھ یہی سلوک تھا۔

یہ تو تھا بزرگوں کا خوردوں کے ساتھ مشفقانہ سلوک اور کارکنوں کی حوصلہ افزائی کا مظاہرہ۔ اب ان بزرگوں کے اہل خانہ کی میرے اہل خانہ کے ساتھ ہمدردانہ اور مشفقانہ سلوک کی کرم فرمائی بھی دیکھ لیجیے، جب مجھے گرفتار کر کے پس دیوار زنداں کر دیا گیا تو حضرت امیر شریعتؒ کے اہل خانہ (محترمہ اماں جیؒ اور ان کے لخت جگر) نے میری اہلیہ کو جو طمانیت افزا خط لکھا، وہ خصوصی توجہ کے لائق ہے۔ یہ مکتوب گرامی حضرت امیر شریعتؒ کی ادیبہ، عالمہ و فاضلہ بیٹی، زوجہ پروفیسر سید محمد وکیل شاہ مدظلہ اور عزیزاں سید محمد کفیل بخاری و ذوالکفل بخاری کی والدہ محترمہ اور ہماری بہن نے تحریر کیا تھا۔ اس میں اماں جی رحمتہ اللہ علیہا نے حضرت امیر شریعتؒ کی یا میری رہائی کے لیے درود، وظائف اور دعاؤں کی تلقین نہیں کی بلکہ تحریک ختم نبوت کی کامیابی کے لیے دعاؤں کا سلسلہ جاری رکھنے پر زور دیا تھا۔ گویا انہیں دور حاضر کے رہنماؤں کی طرح اپنی رہائی کی فکر دامن گیر نہیں تھی۔ ان کے فکر و نظر کا مرکز صرف تحریک تحفظ ختم نبوت تھا۔ جس کی کامیابی کا اعلان کرتے ہوئے قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء میں کہا تھا: ''میں نے ختم نبوت کا وہ مسئلہ حل کرنے کی سعادت پائی ہے، جس کا علامہ

اقبال نے مطالبہ کیا اور جس کے لیے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ جدوجہد کرتے رہے‘ جو پوری امت مسلمہ اور دنیائے اسلام کا مطالبہ ہے۔‘‘

یہ مکتوب اس حقیقت کا آئینہ دار ہے کہ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ خود بھی جماعتی کارکنوں کا ہر طرح خیال رکھتے تھے۔ ان کی حوصلہ افزائی کیا کرتے تھے۔ اور ان کے اہل خانہ بھی ان کی حسب ہدایت وتربیت ان کی عدم موجودگی میں کارکنوں کو نظر انداز نہیں کیا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اس دور میں ہر کارکن اپنے رہنماؤں کا فرمانبردار اور جاں نثار ہوتا تھا۔ ان کا رہنماؤں پر مکمل اعتماد ہوتا تھا‘ جو وحدت جماعت کی روح تھا۔

مذکورہ بالا مکتوب کا عکس ملاحظہ فرمائیے:

۷۸۶

ملتان
۱۶ اپریل

صدیقہ بہن سلامت رہو ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ ۔ الحمد للہ خیر مع الخیر

کئی دن ہوئے کہ آپکا خط ملا تھا بھائی جان صاحب کی گرفتاری کی خبر معلوم ہوئی

آپ گھبرائیں نہ اور خدا سے کامیابی کی دعا کیا کریں ۔ اور اطلاع دیں کہ بھائی جان بھائی

کو کس جیل میں رکھا ہے ۔ کوئی خط آیا ہے یا نہیں ۔ اباجی کا خط آیا تھا پہلے کراچی

سے اب کل اور آج دو خط آئے ہیں سکھر جیل سے وہ خیریت سے ہیں

اماں جی بہت بہت دعا اور سلام مسنون کہتی ہیں ۔ اپنی بھاوج سے بھی اور کاکا پیار

اور میرا سلام کہدیں ۔ اماں جی کہہ رہی ہیں کہ ہو سکے تو آپ سب آیۂ کریمہ کا ختم کریں اور کامیابی کی
دعا کریں (سوا لاکھ کا ایک ختم ہوگا) ۔

والسلام
آپکی بہن
[illegible]